وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ

(اے نبی! ہم نے تمہارے لئے تمہارا ذکر بلند کردیا)

آج میں آپ کو نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم کے نام مبارک کی بلندی اور آپ کے "ذکر" کی رفعت کو ثابت کرنا چاہتا ہوں حقائق اور واقعات کی روشنی میں اس کا ثبوت دیکھیے۔ کیا آپ کو معلوم ہے کہ کروڑوں نہیں تو لاکھوں خدا کے بندے یقیناً ایسے ملیں گے جو اپنی نجات اور اپنی عقبیٰ کو شیخ عبدالقادر جیلانی رح کی ذات سے وابستہ سمجھ رہے ہیں۔ اور آج ہی نہیں سینکڑوں برس سے سمجھتے چلے آرہے ہیں عقیدہ کی صحت وغلطی سے یہاں بحث نہیں مقصود نفس واقعہ کا اظہار ہے۔ انکی زبانوں پر نام ہے تو غوث اعظم کا اور دلوں میں اعتقاد ہے تو محبوب سبحانی کا لیکن ذرا سوچکر بتایئے کہ شیخ اور ان کے پیش رو اور پس رو حسن بصری اور جنید بغدادی۔ خواجہ اجمیری ساور سید احمد سرہندی۔ نظام الدین اولیا دہلوی۔ اور علاء الدین صابر کلیری ناز اں کس شے پر ہیں؟ اپنی سروری اور سرداری پر یا رب کے امی کی غلامی اور مکہ کے یتیم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی چاکری پر؟ اللہ اللہ جو خود لاکھوں کے سردار اور کروڑوں کے پیشوا۔ انھیں اگر فخر ہے تو صرف اس کا کہ کسی کے آستان پاک کے جاروب کش ہیں اور بس۔

دنیا میں اب تک بڑے بڑے جوگی اور رشی۔ راہب اور اہل ریاضت گذرے ہیں۔ یہ امتیاز اور یہ اعزاز کسی اور کے حصہ میں آیا ہے؟ کسی کے خادموں میں بھی ایسے ایسے آفتاب اور ماہتاب اور وہ بھی اس کثرت سے ہوئے ہیں؟ امام بخاری کے مرتبہ وعظمت سے کون ناواقف ہے۔ ان کی کاوش اور تحقیق کی نظیر کسی ملک کسی قوم میں ملتی ہے؟ پھر انھوں نے اور ان کے رہبروں نے امام مسلم نے امام احمد نے امام ابوداؤد نے امام ترمذی نے امام نسائی نے اپنی ساری ساری عمریں کس شغل کی نذر کردیں؟ محض ایک نبی امی ہی کے اقوال واعمال کے جمع کرنے میں! عسقلانی وعینی قسطلانی وطیبی۔ سخاوی وشوکانی قاضی ونووی۔ اور ایسے ایسے سینکڑوں نے اپنی زندگیوں کو کس چیز کے لئے وقف کر رکھا ہے؟ اسی امی کے اقوال کی شرح وتفسیر اور اس کی جانب منسوب الفاظ کی تنقیح وتنقید کے لئے۔ ابن جوزی، ابن تیمیہ، اور ابن قیم ان کی ساری زندگیوں کی تحقیق وتدقیق کا خلاصہ کیا ہے؟ اس پردہ عالم پر ایک سے بڑھ کر ایک عالم وفاضل حکیم وفلسفی ادیب ومہندس پیدا ہوچکے ہیں دنیا نے ابتک ان میں سے کسی کے ساتھ اس کا نصف اعتنا کیا ہے؟ کسی فلاطون کسی سقراط۔ کسی ارسطو کسی نیوٹن۔ کسی کنبٹ کسی ڈارون کے اقوال وملفوظات اس کاوش کے ساتھ جمع کئے گئے ہیں؟ ابن اسحاق، ابن ہشام۔ سہیلی۔ اور زرقانی۔ ابن سعد، اور قاضی عیاض ان کے ناموں کی شہرت تو یقیناً آپ کے کانوں تک پہنچ چکی ہوگی۔ ان کا مشغلہ زندگی کیا رہا اسی امی معلم کائنات کی سیرت کا ایک ایک گوشہ محفوظ رکھنا اس کی کتاب زندگی کی ایک ایک سطر حفظ کرنا۔

دنیا میں بڑے بڑے گردن کش بادشاہ اور تاجدار ہوچکے ہیں۔ کسی کی سیرت تحقیق اور تفصیل کے ساتھ صفحات تاریخ میں کہیں بھی ملے گی؟ کسی فرعون کسی قیصر کسی زار کسی سلطان کسی مہاراجہ کا اٹھنا بیٹھنا، چلنا، پھرنا، سونا جاگنا، کھانا پینا۔ ہنسنا، رونا، لیٹنا۔ بولنا۔ اس جامعیت اس استقصا اس تاریخیت اور اس اہتمام کے ساتھ کاغذ کے نقوش پر آچکا

مستقل ہوسکا ہے۔ امام ابو حنیفہؒ۔ امام شافعیؒ امام احمدؒ امام مالکؒ اور ان کے احباب و رفقاء و تلامذہ جیسے سفیان ثوریؒ اوزاعیؒ ابو یوسفؒ وغیرہم سے کون ناواقف ہے۔ لوگوں نے انھیں امام وقت تسلیم کیا۔ یہ آخر گروہ در گروہ اور انبوہ در انبوہ کرتے کیا رہے ہیں؟ اسی ان پڑھ کے لائے ہوئے قانون کی شرح و تفسیر اور اسی حرف ناشناس کی بنائی ہوئی شریعت کے فروع کا حل اور جزئیات احکام کا استنباط۔ یونان۔ ہندوستان مصر وغیرہ کو چھوڑیئے ۔ روم کو لیجئے کہ اس کا "رومن لا" آج خدا معلوم کتنے دماغوں کو مرعوب کئے ہوئے ہے لیکن جو بسط و وسعت اسلامی فقہ کو حاصل ہے "رومن لا" غریب کو اس کا عشر عشیر بھی تو نصیب نہیں۔

مولانا روم خواجہ حافظ۔ سعدی شیرازی، اور نظامی گنجوی۔ خسرو اور جامی۔ سنائی اور عطار صدیوں سے کس کے نام پر سر دھن رہے ہیں۔ کس کے پیام کی ترجمانی کر رہے ہیں۔ کس بڑے کا سہارا پکڑ کر خود بڑے بن چکے ہیں۔ وہی بادیہ عرب کا بوریہ نشین جو شاید شعر موزوں پڑھ بھی نہیں سکتا تھا۔ اور جس کے لئے شاعری موجب فخر نہیں۔ باعث ننگ تھی۔ وَمَا عَلَّمْنَاهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْبَغِي لَهُ۔ نہ ہم نے نبی کو شعر سکھایا اور نہ یہ اس کی شایانِ شان ہے، دنیا کے بڑے بڑے شاعروں نے آجتک کسی بادشاہ کی شان میں ایسے سوز و گداز کے ساتھ قصائد لکھے ہیں؟

عمر فاروقؓ اور علی مرتضیٰؓ کے نام سے کیسے کیسے سورماؤں کے کلیجے دہل گئے ہیں۔ خالد سیف اللہ کی شمشیر اور عمرو بن عاص کی تدبیر نے پتھروں کو پانی کرکے بہا دیا۔ لیکن یہ سب خود کس شمع کے پروانے تھے؟ کس کے آستانہ پر جبیں سائی سے رفعتیں اور بلندیاں حاصل کرتے رہے؟

کیا دنیا میں امیوں اور ان پڑھوں کو بھی مرتبے حاصل ہوا کرتے ہیں؟ امیوں کو چھوڑیئے جو زیادہ سے زیادہ پڑھے لکھے گذرے ہیں ان میں سے کسی کو بھی ایسے شارح ایسے خادم نصیب ہوتے ہیں؟

مصر کے جامع ازہر اور آزاد اسلامی ممالک کے مدرسوں کو چھوڑیئے غلام اور بے نوا ہندوستان میں جہاں عربی کے سکہ کا چلن کسی بازار میں بھی نہیں، آخر ندوہ اور دار العلوم دیوبند۔ عالیہ کلکتہ اور دار الحدیث رحمانیہ دہلی جیسے عظیم الشان مدارس کس کا نام لئے ہوئے چل رہے ہیں؟ جامعہ ملیہ کس کی امت کی خدمت کی خاطر زندہ ہے؟ علیگڈھ آزادیوں کے دعوے کے باوجود کس کے دین و آئین کی پابندی پر نازاں ہے؟ ہندوستان کے چھوٹے چھوٹے قریوں اور موضعوں، عرب کے ریگستان اور چٹیل میدان۔ افریقہ کے صحرا اور بیابان سے لیکر لندن اور پیرس برلن اور امریکہ کے تمدن زاروں تک ہر روز اور ہر روز میں بھی پانچ پانچ بار کسی کے نام کی پکار اللہ کے نام کے ساتھ ساتھ بلند ہوتی رہتی ہے؟ اپنی ذاتی عقیدتمندی کو الگ رکھئے محض ایک خالی الذہن اور ناطرفدار تماشائی کی حیثیت سے محض واقعات پر نظر کرکے فرمایئے کہ یہ مرتبہ یہ اکرام دنیا کی تاریخ معلوم سے لیکر آجتک کسی ہادی کسی رہبر کسی مخلوق کو حاصل ہوا ہے۔ جس بے کسی اور بے بسی سے عین اسوقت جبکہ اسے زور اور قوت والے سرداران قریش اپنے خیال میں چلکر بیں کر دبا چکے تھے اور اس کا نام و نشان تک مٹا چکے تھے یہ وعدہ ہوا تھا کہ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ اگر آوازہ اس کا بلند نہ ہوگا تو اور کس کا ہوگا؟ نام اس کا سرافراز اور سربلند نہ ہوگا تو اور کس کا ہوگا؟ بلندی ذکر کی یہ وہ تفسیر ہے جو اور اق لیل و نہار پر ساڑھے تیرہ سو برس سے ثبت چلی آتی ہے۔ چشم روزگار اسے صدیوں سے پڑھتی چلی آرہی ہے۔ اور خدا

معلوم کب تک اسی طرح بڑھتی رہیگی۔

حشر کے دن عنداللہ اس بندہ کا اللہ کی خاص عنایات و نوازشات سے جو مرتبہ ہوگا وہ تو ہوہی گا اس سے قطع نظر کرکے ذرا صرف اس مرتبہ کا تصور کیجیئے جو محض اس بلندی ذکر کے لحاظ سے اس روز آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہوگا۔ فوج کی فوج انبوہ در انبوہ ادہر سے ملوک و سلاطین چلے آرہے ہیں۔ اُدہر سے بڑے بڑے نامور جنرل اور سپہ سالار ایک طرف سے محدثین کرام جوق در جوق چلے آرہے ہیں اور دوسری طرف سے مفسرین عظام۔ اہل فقہ۔ اہل اصول۔ اہل کلام۔ اہل تصوف اہل لغت۔ اہل سیر۔ اہل رجال۔ اہل نحو۔ اہل صرف۔ اہل معانی۔ اہل بیان۔ اہل فلسفہ۔ اہل منطق۔ اہل اخلاق جس فن کو بھی لیجئے اس کے ائمہ و ماہرین ادب سے آنکھیں نیچی کئے ہاتھ باندھے ہوئے خادمانہ انداز سے گرد و پیش حلقہ کئے ہوئے ہیں۔ ایک ایسی انعام کی پوری وسعت کا تصور کس کے بس کی بات ہے؟ (ماخوذ)

ہجرت نبوی کی عظمت اور اسکے اہم نتائج

(مترجمہ مولوی محمد امین صاحب مبارکپوری حال وارد مدرسہ رحمانیہ دہلی)

آنحضورؐ کی عمر کے چالیسویں برس میں جو جملہ انبیا کی بعثت و ظہور کا وقت ہے، خلاق عالم نے ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی تاج نبوت سے مشرف فرماکر تمام روئے زمین کے لئے بشیر و نذیر بنا کو بھیجا، تاکہ آپ راہ ہدایت کیلئے ایک منور چراغ، عالم کے لئے رحمت۔ اور مکارم اخلاق کی ایک جیتی جاگتی تصویر بنکر دنیا کو اپنے رنگ میں رنگدیں۔ چنانچہ آپ پر جو کلام اللہ کی طرف سے نازل کیا گیا ہے وہ تمام لوگوں کی ہدایت و رہبری کیلئے بہترین اور بے نظیر کلام ہے اس میں کوئی ایچ پیچ نہیں۔ وہ اپنے ماننے والوں کو جہالت و شقاوت، فساد و ظلم کی تاریکیوں سے نکالکر یقین و علم، عدل و اصلاح کی روشنی میں لا کھڑا کرنیوالا ہے۔ چنانچہ آپ منصب نبوت سے سرفراز ہونیکے بعد کامل تیرہ برس مکہ میں رہ کر شرک و اصنام پرستی کو مٹاتے اور توحید الٰہی کو جاتے رہے۔ افکار انسان کو اوہام و خرافات کی قیدوں سے نجات دلا کر حریت کا علم بردار بنانے۔ رئیسوں کے ظلم و استبداد اور پادری و رہبان کی ناجائز حکمرانی سے آزاد کرکے دین اور علم کا ماہر بنانے میں کوشاں رہے۔ الغرض جہل و نادانی کی مصیبتوں اور تاریکیوں کے عین شباب کے وقت حضور دین اسلام کی نشر و اشاعت میں مصروف و مشغول تھے۔

ابتداءً فخر رسل صلی اللہ علیہ وسلم تین برس تک توحید پرستی کی در پردہ تبلیغ کرتے رہے، اور اپنی قوم کی استعداد کا اندازہ کرتے ہوئے حاشیہ قلوب سے آباؤ اجداد کی موروثہ تقلید اور عقائد باطلہ کی گرہ کشائی کر رہے تھے۔ اور آپکی دعوت سے جو قریش اثر ہو رہا تھا اس کا بھی اندازہ فرمارہے تھے، اور یہی ایک حکیم و دانا کی شان بھی ہے کہ وہ ہر معاملہ پر غور و خوض کرتے ہوئے ضرر رساں چیز سے احتراز و احتیاط برتے اور خطرہ کے قبل ہی پوشیدہ طریقہ سے مقابلہ کیلئے اپنے پائے ثبات کو مستحکم او مستقل کرے۔ اور مصلحت وقت بھی اس بات کی متقاضی تھی کہ مختلف اجتماعی قوتوں کا ہمہ وقت موازنہ کیاجائے اور ا۔